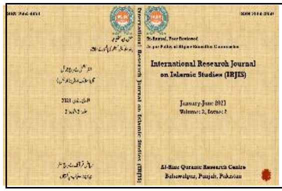

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

تذکرہ خلفاءراشدین مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں: ایک تحقیقی مطالعہ

Remembrance of the Khulafa e Rashideen in the Light of Imam Rabbani's Writings: A Research Study

1. Ghazala Bashir,
Ph.D. Research Scholar,
Department of Arabic & Islamic Studies,
The University of Faisalabad, Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: Ghazalabashir@gcwuf.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-6651-4165

2. Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi,
Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies,
The University of Faisalabad, Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: Muhammad.ramzan@tuf.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7479-5801

To cite this article: Ghazala Bashir and Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi. 2022. "تذکرہ خلفاءراشدین مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں: ایک تحقیقی مطالعہ: Remembrance of the Khulafa e Rashideen in the Light of Imam Rabbani's Writings: A Research Study". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 2), 34-45.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || July - December 2022 || P. 34-45
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-2-4/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.02.u4
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 December 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

Khulafa-Rashedeen means the four Caliphs of the last Holy Prophet Muhammad (PBUH). The first of them is Abubakr (RA), the second is Umar bin Khattab (RA), the third is Usman bin Affan (RA) and the fourth is Ali bin Abi Talib (RA). According to the doctrine of Ahl e Sunnah, these Caliphs are better than the entire ummah and the order of preference among them is the same as the order of califate in them. Imam Rabbani Shaikh Ahmad Farooqi has described their virtues according to Ahl e Sunnah in his famous book Maktoobat Imam Rabbani. He has described the spiritual position and status of the Caliphs collectively and separately, but in this article only their collective status will be described according to the Maktoobat- e- Imam Rabbani.

Keywords: Khulafa-Rashedeen, Caliphs, Imam Rabbani, Sunnah, Ummah

1. تعارف:

خلفاء راشدین سے مراد نبی اکرم ﷺ کے وہ جانشین ہیں جن کے مہدی وہادی ہونے پر امت کا اتفاق ہے اور اس سے مراد عموماً خلفاء اربعہ حضرات سادتنا ابو بکر صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان ذوحیاء، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اگرچہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ راشد ہیں لیکن آپ چونکہ تکملہ و تتمہ خلافت سیدنا علی المرتضیٰ ہیں اور پھر یہ کہ آپ نے اپنی خلافت سے دست برداری اختیار فرما کر معاملات امت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد فرما دیئے، اس سے آپ کو الگ سے اور مستقل خلیفہ کے طور پر شمار نہیں کیا جاتا بلکہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ کا ایک تکمیلی حصہ سمجھا جاتا ہے۔

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے خلفاء راشدین کا تذکرہ مکتوبات میں اجتماعاً اور انفراداً کیا ہے کہیں تو چاروں خلفاء کا ذکر، کہیں خلفاء ثلاثہ کا ذکر اور کہیں شیخین کا ذکر تو کہیں ان نفوس ذکیہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں خلفاء اربعہ، خلفاء ثلاثہ کا جہاں ذکر اجمالی یا تفصیل سے آیا ہے ان کو ترتیب مکتوبات کے مطابق لکھا گیا ہے۔

اَ. سلوک مجدد میں ظہور مقامات خلفاء راشدین علیہم الرضوان:

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کو اپنے راہ سلوک میں پیش آنے والے بعض واقعات لکھے اور ان مقامات میں جو مقامات خلفاء راشدین کے ظاہر ہوئے ان کے متعلق بھی مختصر طور پر بیان کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"دوسری مرتبہ جب عروج حاصل ہوا تو بڑے بڑے مشائخ اور امامان اہل بیت اور خلفاء راشدین کے مقامات اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا خاص مقام اور ایسے ہی بدرجہ تمام انبیاء علیہم السلام اور رسل عظام کے مقامات اور مقربین فرشتوں کے مقامات عرش کے اوپر مشاہدہ میں آئے اور عرش پر اس قدر عروج حاصل ہوا کہ مرکز زمین سے لے کر عرش یا اس سے کچھ نیچے تک اور حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کے مقام تک ختم ہوا اور اس مقام کے اوپر بلکہ اس مقام میں تھوڑی سی بلندی میں چند مشائخ جیسے شیخ حضرت کرخی، شیخ ابو سعید فراز تھے اور کچھ مشائخ سے بعض اس مقام کے کچھ پہلے تھے اور بعض اسی مقام میں تھے لیکن ذرا نیچے جیسے علاء الدین سمنانی، شیخ نجم الدین کبریٰ۔ اور اس مقام کے اوپر امامان اہل بیت اور ان کے اوپر خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات آنحضرت ﷺ کے مقام (خاص) کے ایک طرف تھے اور اس طرح ملائکہ مقربین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے مقامات اس سے دوسری طرف تھے لیکن آنحضرت ﷺ کا مقام تمام مقامات سے بلند و برتر تھا۔"(1)

حضرت امام ربانی کے کشف و مشاہدہ روحانی کے مطابق عرش کے اوپر خلفاء راشدین کا روحانی مقام ائمہ اہل بیت سے بلند ہے اور یہ مقامات حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقامات سے نیچے ہیں (مرتبہ میں) جبکہ ملائکہ مقربین اور انبیاء سابقین علیہم السلام کے مقاماتِ خاصہ حضور امام الانبیاء ﷺ کے دائیں بائیں ہیں اور اہل سنت وجماعت کا نظریہ یہی ہے کہ خلفاء راشدین کا مقام پوری امت میں افضل ہے لیکن انبیاء کرام کے مقام سے نیچے ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا مقام تاجدار ختم نبوت کے افضل و اعلیٰ مقام خاص کے برابر نہیں ہے۔

1- Imam Rabbani, Shaikh Ahmad, Farooqi, (Translated by: Qazi Aalim-ul-din, Naqshbandi) Islami Kotub Khana, Lahore, W.Y,1/1

ب. ہدایت وولایت کے آفتاب خلفاء راشدین کی اتباع کی ترغیب:

خواجہ جہاں کی طرف حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے ایک مکتوب روانہ کیا جس میں خلفاء راشدین کی متابعت کی ترغیب دی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"پس آپ کو چاہیے کہ نبی ﷺ کی متابعت اور آپ کے خلفاء "جو رشد و ہدایت والے اور ہدایت یافتہ ہیں" کی متابعت کو لازم پکڑیں کیوں کہ وہ ہدایت کے ستارے اور ولایت کے آفتاب ہیں کیوں کہ جس شخص کو اُن کی تابع فرمانی کا شرف حاصل ہو گیا۔

"فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا"

"تو وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا" اور جو اُن کی مخالفت پر پیدا ہوا

"فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا"

"اور وہ شخص گمراہ ہو گیا۔"[2]

اس مکتوب میں حضرات خلفاء راشدین کو ہادی، مہدی اور راشدین کہا گیا ہے۔ اور اُن کی اتباع کو اتباع نبی ﷺ کے بعد ضروری قرار دیتے ہوئے اُس حدیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء المھدیین الراشدین))[3]

اور پھر قرآن حکیم سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی مناسبت کو تلمیحاً "فوز عظیم" اور مخالفت کو "ضلال بعید" سے تعبیر کیا ہے۔ اور پھر حدیث مذکور کو دوسرے مکتوب میں صراحتاً ذکر کیا ہے جو مفتی خواجہ عبدالرحمن کی طرف لکھا، چنانچہ اختلاف و بدعت کے زمانے میں سنت خلفاء راشدین سے استفادہ کی درج ذیل حدیث سے استشہاد کرتے ہوئے لکھا ہے:

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعیش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین فتمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم و محدثات الأمور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ"[4]

"میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے اور (امیر) کو سننے اور فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں چاہے (امیر) حبشی (آزاد کردہ) غلام ہی کیوں نہ ہو اور جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے تو وہ بہت اختلافات دیکھیں گے (تو ایسی صورت حال میں) تم پر میری اور میرے خلفاء کی سنت کی اتباع لازم ہے جو رشد و ہدایت والے ہیں۔ اور ان کی سنت سے تمسک کرو بلکہ اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ (مضبوطی سے) پکڑو اور نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

حضرت امام ربانی نے خلفاء کی سنت سے استمساک اُن کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے اور اُن کے طریقے کے خلاف نئے پیدا شدہ امور سے بچنے کی ترغیب ذکر کی ہے۔ جیسے نبی علیہ السلام کی سنن کی مخالفت بدعت ہے اسی طرح خلفاء راشدین کی مخالفت بھی بدعت ہے، چاہے وہ عقیدے میں مخالفت ہو یا عمل میں اور سنت بھی جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لازم ہے اسی طرح خلفاء کی سنت بھی لازم ہے۔ خصوصاً اختلافات

---

2. Ibid, 1/24

3 .Abudowood Sulaiman bin Al.ashath,(275), Sunan-e-Abi dawood, Chapter in.Luzoom-ul-sunnah, Al-maktaba al-Asria Baroot, w.y, The Number or Haith: 4407

4 . Imam Rabbani, Shaikh Ahmad, Farooqi, (Translated by: Qazi Aalim-ul-din, Naqshbandi), 1/186

اور باہمی تفریق کے دور میں اور اس کے ذریعے گویا اعتماد کا راہ بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین کی سنت پر اتفاق و اجماع ممکن بلکہ ضروری ہے۔

2. خلفاء راشدین میں ترتیب فضیلت:

جمہور اہل سنت کے نزدیک خلفاء راشدین میں ترتیب فضیلت اُن کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر سب سے افضل، دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق فضیلت میں دوسرے نمبر پر، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان فضیلت میں تیسرے نمبر پر اور چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ فضیلت میں چوتھے نمبر پر ہیں۔ اگرچہ بعض اہل سنت نے تیسرے نمبر پر حضرت علی کو شمار کیا ہے اور یہ بھی ایک نظریہ ہے کہ شیخین کی فضیلت کے بعد توقف کیا جائے۔

حضرت امام ربانی کے نزدیک خلافت کی ترتیب ہی ترتیب فضیلت ہے جسے آپ نے کئی مکاتیب میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اپنے شیخ زادوں حضرت خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ کی طرف ایک طویل مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اور فضیلت کی ترتیب خلفاء راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہوئی ہے۔"[5]

اور اس مکتوب میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس ترتیب فضیلت کے منکر کو کافر کہنا درست نہیں البتہ مضل و مبتدع کہہ سکتے ہیں۔[6]

اَ. معیار فضیلت:

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے معیار افضلیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں یہ صفاتِ کاملہ نہیں ہیں تو وہ اس نوع ہی سے خارج ہے اور اس نوع کے فضائل اور خواص سے محروم ہے لیکن باوجود اس تفاوت کے نفس انسانیت میں زیادت و نقصان کا کوئی دخل نہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ انسانیت زیادت و نقصان کے قابل ہے۔"[7]

بعض لوگ کثرت فضائل یعنی کسی کے حق میں کثرت سے احادیث کے وارد ہونے کو افضلیت کا معیار سمجھتے ہیں اور بعض تو ذات کو بلا اعتبار صفات بھی فضیلت سمجھتے ہیں جبکہ یہ درست نہیں خصوصاً امام ربانی علیہ الرحمہ نے جو قاعدہ بیان کیا ہے وہی معیار فضیلت و افضلیت ہے کہ کسی ذات میں اُس جنس کے تمام افراد برابر ہوتے ہیں جیسے نفس انسانیت میں سب لوگ یہاں تک کہ کافر و مؤمن برابر ہیں، اُن میں الگ بہتر و بدتر ، افضل و مفضول کا کوئی معیار اور بنیاد ہے تو وہ صفات میں کمال و نقصان یا کمال صفات میں مراتب اعلیٰ و ادنیٰ کا اعتبار ہے جس میں ایمان کامل وہ انسان سب انسانوں سے کامل ہو گا اور جس میں جیسے جیسے مراتب ایمان کے کم ہوں گے ویسے ویسے اُس کا فضیلت میں مرتبہ کم ہوتا جائے گا۔

دوسرا جو معیار بیان فرمایا ہے وہ ہے عند اللہ کثرت ثواب چنانچہ آپ افضلیت کے باب میں علامہ سعد الدین کی شرح عقائد نسفی کی عبارت کی تردید کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"علماء کے نزدیک یہ بات طے شدہ اور مقرر ہے کہ اس جگہ (افضلیت خلفاء میں) افضلیت سے مراد ہے جو اللہ کے نزدیک بکثرت ثواب کے اعتبار سے ہے کیونکہ (کثرت سے فضائل کے بیان) جیسی فضیلت کا عقل مندوں کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں رکھتی کیونکہ سلف صحابہ و تابعین کے جس

---

5 .Ibid,1/366
6 .Ibid
7 .Ibid

قدر فضائل و مناقب حضرت امیر (علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہ کی نسبت نقل کیے ہیں وہ کسی دوسرے صحابہ کی بنسبت منقول نہیں، حتیٰ کہ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جتنے فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں وہ کسی اور صحابہ کی نسبت نہیں آئے اور پھر خود امام (احمد بن حنبل) نے خلفاء ثلاثہ کی افضلیت کا حکم کیا۔

تو معلوم ہوا کہ افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے سوا کچھ اور ہے۔ اور جو صاحب فتوحات مکیہ (ابن عربی علیہ الرحمہ) نے کہا ہے کہ ان کی خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عمروں کی مدت ہے، یہ فضیلت اور برابری پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ امر خلافت ایک دوسرا امر ہے اور افضلیت ایک الگ امر ہے اور مان بھی لیں تو یہ بات اور اس قسم کی دوسری باتیں اس (ابن العربی) کے شطحیات کی قسم سے ہیں جو تمسک کے لائق نہیں۔"[8]

امام ربانی کے ان اصولوں سے دو چیزیں واضح ہوتی ہیں کہ معیار افضلیت یا توصفاتِ خیر میں کاملیت ہے یا عند اللہ ثواب کی کثرت اور ثواب ہے۔ عند اللہ کثرت کا علم صرف وحی سے ہوتا ہے یا فیضان صاحب وحی سے، اُن کا مشاہدہ کرنے والوں کو میسر ہوتا ہے جو صریح قرآن حکیم سے حاصل کرتے ہیں اور وہ خود صحابہ کرام ہیں۔

کثرت فضائل یا ظہور مناقب اس طرح کثرت کرامات وغیرہ کا افضلیت میں کوئی زیادہ دخل نہیں یا یہ معیار افضلیت نہیں البتہ افضلیت کے حصول کے بعد الگ ظہور فضائل و مناقب بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے۔

3. تذکرہ خلفاء راشدین اہل سنت کا شعار:

قصبہ سامانہ کے خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں خلفاء راشدین علیہم الرضوان کا تذکرہ نہ کیا تو اس پر ایک مکتوب حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اُس علاقہ کے رؤسا کی طرف ارسال کیا تا کہ اس بارے شرعی رہنمائی فراہم کی جائے اور انہیں خلفاء راشدین کی اہمیت بتائی جائے۔ آپ لکھتے ہیں:

"شہر سامانہ کے سادات عظام اور قاضیوں اور بزرگ رئیسوں کے معزز کاد موں کو تکلیف دینے کا باعث یہ ہے کہ سنا گیا ہے کہ اس جگہ کے خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ذکر کو ترک کیا ہے اور اُن کے مبارک ناموں کو نہیں لیا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جب لوگوں نے اس سے تعرض کیا تو بجائے اس کے کہ اپنی سہو و نسیان کی عذر کرتا، سرکشی سے پیش آیا اور یوں کہہ اٹھا کہ اگر خلفاء راشدین کے ناموں کا ذکر نہیں آیا تو کیا ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس مقام کے رئیسوں اور معزز لوگوں نے اس بارے میں سستی کی ہے اور اس بے انصاف خطیب کے ساتھ سختی اور درشتی سے پیش نہیں آئے۔

"وائے نہ یک بار کہ صد بار وائے ایک بار نہیں صد بار افسوس"

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر اگرچہ خطبہ کے شرائط میں سے نہیں لیکن اہل سنت کا شعار ضرور، عمداً اور ضد و عناد کے سواء اس شخص کے جو دل کا مریض اور باطن کا پلید ہو کوئی اسے ترک نہیں کر سکتا، یہ بھی اگر تسلیم کر لیا جائے کہ اس نے متعصب اور عناد سے ترک نہیں کیا مگر " من تشبه بقوم فهو منهم "جس نے کسی کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہو گا" کا جواب دے گا اور " واتقوا مواقع التهم ""تہمت کی جگہوں سے بچو" کے مطابق تو ظن سے کس طرح خلاصی پائے گا۔"[9]

---

8 .Ibid

9 .Ibid, 2/15

حضرت امام ربانی علماء اور صاحبان شریعت کو صوفیہ پر مقدم سمجھتے ہیں۔ لیکن اس جگہ رؤسا کو ایک خطیب کے خلاف سخت اقدام نہ اٹھانے پر مطعون فرمارہے ہیں اور غلطی سے بلا تعصب بھی الگ ایک ہی بار ذکر خلفاء راشدین ترک ہو گیا تو اُس پر اس قدر سختی فرمارہے ہیں حالانکہ یہ خطبہ کی لازمی شرط بھی نہیں، صرف یہی وجہ ہے کہ خطیب نے توجہ دلانے پر یہ کہا کہ اگر تذکرہ خلفاء راشدین رہ گیا ہے تو پھر کیا ہوا۔ اس جملے سے چونکہ ان حضرات ذکیہ قدسیہ کی شان اقدس میں تحقیر کا پہلو نکلتا ہے اس لیے سدا الذریعہ کے تحت سختی فرمائی تاکہ ظاہری طور پر بھی روافض کی مشابہت پیدا نہ ہو اور خصوصاً عوام کے ذہن میں یہ نہ ہو کہ اگر خلفاء کا تذکرہ خطبوں میں نہ بھی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اہل سنت کا شعار ہے اور اپنے شعار سے بھاگنا گویا کہ اہل سنت سے تعلق کو کمزور کرنا ہے۔

اُ. تعظیم خلفاء راشدین و اہل بیت میں افراط و تفریط سے اجتناب:

حضرت امام ربانی نے اس تاثر کو دور کرنے کے حوالے سے ایک مکتوب خواجہ محمد تقی کی طرف ارسال فرمایا کہ اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محبوں سے نہیں یا حضرت امیر کی محبت رفض کے ساتھ خاص ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

"عجب معاملہ ہے کہ کبھی اہل سنت وجماعت کو خارجیوں سے شمار کرتے ہیں اس لیے کہ افراط محبت نہیں رکھتے، کبھی نفس محبت کو ان (اہل سنت) سے محسوس کر کے ان کو رافضی کہتے ہیں اسی لیے یہ (بعض) لوگ اپنی جہالت کے باعث اہل سنت کے اولیاء عظام کو جو اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہیں، رافضی خیال کرتے ہیں اور اہل سنت وجماعت کے بہت سے علماء کو جو اس محبت کی افراط سے منع کرتے ہیں اور حضرات خلفاء ثلاثہ کی تعظیم وتوقیر میں کوشش کرتے ہیں (ان کو) خارجی کہتے ہیں ان لوگوں کی ان نامناسب جرأت پر۔ ہزار افسوس یہ اللہ تعالی اس محبت کی افراط و تفریط سے بچائے۔ یہ افراط محبت ہی کا باعث ہے کہ اصحاب ثلاثہ وغیرہ کے تبرا کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی محبت کی شرط جانتے ہیں۔ انصاف کرنا چاہیے کہ یہ کون سی محبت ہے کہ جس کا نتیجہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے خلفاء سے بے زاری اور آپ کے اصحاب پر طعن کی صورت میں نکلے۔ اہل سنت کا کیا یہ گناہ ہے کہ وہ اہل بیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اصحاب کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں اور باوجود باہمی اختلافات کے محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے سب کی تعظیم اور عزت وتکریم کرتے ہیں۔"(10)

حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک کسی کی بھی محبت میں افراط و تفریط درست نہیں خصوصاً اہل بیت وصحابہ کی محبت میں اور پھر ایک گروہ کی محبت کو دوسرے کی دشمنی کی شرط پر قبول کرنا عقل وخرد سے بھی دور ہے اور کسی ایک کی محبت سے اس پر رفض یا خروج کا الزام بھی انصاف سے دور ہے اس لیے اہل سنت وجماعت جو متوسط طبقہ ہے اس کے نزدیک کسی کی بھی محبت میں ایسا افراط کہ اسے اس کے منصب سے برتر خیال کیا جائے یا ایسی تفریط کہ اس کے مقام سے گرادیا جائے یا ایک فریق کے ساتھ محبت کو تب قبول کرنا کہ جب دوسرے فریق کے ساتھ دشمنی وعداوت کا اظہار کیا جائے، کسی صورت درست نہیں، کیونکہ دونوں فریق جناب رسول اللہ ﷺ کے نسبت کی وجہ سے معزز ہیں اور دونوں سے احترام کا احادیث مبارکہ میں حکم ہے۔

---

[10] .Ibid, 2/36

ب۔ حضرات خلفاء عظام کو تبرّٰی کرنا:

بعض فرق باطلہ خلفاء عظام کو معاذ اللہ گالیاں نکالتے ہیں اور اس عمل کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم عرضاً"

"میرے صحابہ کو اپنی ملامت کے تیروں سے دور رکھنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا۔"

حضرت امام ربانی لکھتے ہیں کہ کلمہ "اللہ" کا تکرار تاکید کے لیے آیا ہے، اور دوسری حدیث جو امام ربانی نے ذکر کی ہے، وہ ہے:

"اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم"

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔"*(11)

ایسے لوگ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو ماننے کا دعوی کرتے ہیں اور باقی سب صحابہ کرام، خصوصاً خلفاء ثلاثہ سے عداوت بھی اسی محبت حیدر کرار کا حصہ سمجھتے ہیں۔ امام ربانی نے ان کی اس فکر قبیح کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

رافضی اس بارے میں غلو کرتے ہیں:

"یہ عجیب دین ہے کہ جس کا جزو اعظم پیغمبر ﷺ کے جانشینوں کو گالی نکالنا ہے۔ تمام بدعتی گروہوں میں سے جو بدعتیں اختیار کر کے اہلسنت سے جدا ہوگئے ہیں رافضیوں اور خارجیوں کے فرقے اصل معاملے اور حق سے دور جاپڑے ہیں، بھلا یہ لوگ جو دین کے بزرگواروں کے لہو وطعن کو اپنے دین کا جزو اعظم تصور کرتے ہیں حق ان کے نصیب میں کیسے ہوگا؟ رافضیوں کے بارہ فرقے ہیں سب کے سب اصحاب پیغمبر ﷺ کو کافر کہتے ہیں اور خلفاء راشدین کو گالیاں نکالنا عبادت جانتے ہیں، یہ لوگ اپنے اوپر لفظ رفض کے اطلاق کرنے سے کنارہ کرتے ہیں بلکہ اپنے ماسوا کو رافضی کہتے ہیں کیونکہ حدیث میں رافضیوں کے لیے وعید آئی ہے۔"(12)

گالی اور تبرّٰی تو کسی عام مسلمان کے لیے درست اور مناسب نہیں چہ جائے کہ نبی کریم ﷺ کے تربیت صحبت اور فیض یافتہ اشخاص کو سب کیا جائے اور دشنام طرازی کی جائے اور اگر اس دشنام طرازی کو اپنے مذہب کا اہم حصہ اور امتیازی نشان بنالیا جائے تو وہ حق پہ کیسے ہوسکتے ہیں؟ پھر تو دین گالی گلوچ کا نام ہو جائے گا۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی تحقیق کے مطابق روافض کے بارہ بڑے فرقے ہیں اور سب کے ہاں خلفاء راشدین کو گالیاں دینا عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور طرفہ ظلم یہ ہے کہ خود کو رافضی کہلانے پر بھی تیار نہیں حالانکہ رفض ان کے سوا کسی اور جگہ موجود نہیں تو امام ربانی کے نزدیک ایسا فرقہ جو سب وشتم اور صحابہ خصوصاً خلفاء راشدین سے تبرّٰی کرتا ہو وہی رافضی ہے اور ان کے مذہب کا طرۂ امتیاز ہی صحابہ کو گالی دینا ہے اور حق ایسوں کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔

ج۔ خلفاء راشدین کے بعد پیدا ہونے والا فرقہ لائق اعتماد نہیں:

حضرت شیخ احمد فاروقی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی غنیۃ الطالبین سے اہل بدعت کے عقائد فاسدہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

* ۔ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے التخلیص الجبیر میں اس کی تفصیل دی ہے البتہ فضائل میں حدیث مقبول ہوتی ہے ۔

11 .Ibid, 2/36

12 .Ibid

"حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ بدعتیوں کے گروہ جن کے اصول یہ نو (۹) گروہ ہیں خوارج، شیعہ، معتزلہ، مُرجئہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ، کلامیہ، یہ سب آنحضرت ﷺ اور حضرات ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت کے زمانے میں نہ تھے، یہ گروہ صحابہ کے زمانے میں نہ تھے۔ یہ گروہ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء سبعہ رضی اللہ عنہم کے انتقال فرمانے کے کئی سال بعد پیدا ہوئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے بعد زندہ رہے گا بہت اختلاف دیکھے گا، تو تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور نئے نئے امور سے خود کو بچانا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور جو کچھ میرے بعد (میرے دین میں) پیدا ہوگا وہ مردود اور سنت سے دور ہے تو جو مذہب پیدا ہی نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کے بعد ہو وہ اعتبار و اعتماد کے لائق نہیں ہے۔"[13]

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ اور امام ربانی علیہ الرحمہ کے نزدیک اہل سنت و جماعت کے علاوہ تمام فرق خوارج و روافض وغیرھما باطل اور بدعتی ہیں اور چونکہ ان کا وجود ہی خلفاء راشدین کے بعد پیدا ہوا ہے اس لیے ان کے نظریات خصوصاً خلفاء راشدین کے متعلق قابل اعتماد نہیں ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے تو اختلاف کے وقت اپنی سنت کے ساتھ سنت خلفاء راشدین کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم فرمایا اور جو فرقہ ان سے عداوت رکھے اور خود ان ہی سے اختلاف رکھے وہ کیسے جادہ حق پر ہو سکتا ہے۔

اسی اقتباس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ غنیۃ الطالبین کتاب امام ربانی کے نزدیک حضور شیخ عبد القادر جیلانی کی ہے۔ اگرچہ بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

4. صفات خیر کے جامع خلفاء راشدین کے قلوب پاک وصاف تھے:

خواجہ ابو الحسن بدخشی کشمی کی طرف سے ایک سوال میں اس مسئلے کا حل طلب کیا گیا تھا کہ بوقت مرض وصال حضور نبی کریم ﷺ نے کاغذ طلب فرمایا تاکہ آپ کچھ لکھ کر دیں تاکہ بعد میں گمراہی کا سدباب ہو لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کرام نے کاغذ پیش کرنے سے منع کیا اور کہا کہ ہمیں کتاب اللہ ہی کافی ہے تو اس تفصیلی سوال کے جواب میں آپ نے جواباً لکھا کہ:

"""اللہ تعالی آپ کو سعادت مند کرے اور سیدھے راستے کی ہدایت دے" آپ پر واضح ہونا چاہیے کہ یہ اور اس قسم کے دیگر شبہات جو بعض لوگ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور باقی تمام صحابہ کرام پر وارد کرتے ہیں اور اس قسم کے تشکیکات اور شبہات سے ان کو دور کرنا اور ان کا ردّ کرنا چاہیے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھیں اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت کے شرف و رتبہ کو قبول کریں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے نفوس حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت میں ہوا و ہوس سے پاک وصاف ہو چکے تھے اور اُن کے سینوں سے عداوت و کینہ نکل چکا تھا تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہی وہ اسلام اور دین کے بزرگوار ہیں جنہوں نے کلمہ اسلام کے بلند کرنے اور حضرت سید نا محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد اور دین متین کی تائید کے لیے رات دن اور ظاہر و باطن میں اپنی طاقت کو خرچ کیا اور اپنے خویش و قبیلے، اولاد، ازواج، اوطان، احوال کو باغ و انہار کو آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کیا اور سب کچھ چھوڑ دیا، سب کی محبت پر آپ کی محبت کو ترجیح دی۔ انہوں نے وحی و فرشتہ کا مشاہدہ کیا۔ معجزات و خوارق کو دیکھا جن کا غیب شہادت ہے، اور ان کا علم عین سے بدل چکا تھا انہیں لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

"رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" [14]

---

[13] .Ibid, 2/67

[14] ۔ البینۃ۹۸: ۸

اور فرمایا:

"مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ"[15]

"جب تمام صحابہ کرام ان کرامات اور فضائل میں شریک ہیں تو خلفاء راشدین جو تمام صحابہ سے افضل و اعلی ہیں اُن کی فضیلت و بزرگی کس قدر ہو گی۔"[16]

سوال مذکور کے مختلف پہلوؤں پر مختلف انداز سے علمی و فکری گرفت کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ احمد فاروقی علیہ الرحمہ نے عمومی طور پر تمام صحابہ کرام اور خصوصاً خلفاء راشدین کی صفات خیر، خدمات دینیہ اور عظیم قربانیوں کا ذکر کر کے ان کے اخلاص وللّٰہیت کو بیان کیا ہے خصوصا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی غیر متزلزل محبت اور لازوال وابستگی کی بنا پر ان سے کسی طرح سے بھی ممکن نہیں کہ وہ آپ کی حکم عدولی کریں جبکہ وہ جانتے بھی ہوں کہ آپ کی حکم عدولی بہت ناپسندیدہ ہے کیونکہ آپ کا ہر حکم واجب القبول اور واجب الاطاعت ہے، البتہ ایسی صورت حال میں کہ جب آپ بہت ہی تکلیف میں ہوں، آپ کو پریشان کرنا اور اس سوچ سے کہ آپ کو اس حالت میں پریشان کرنا درست نہیں بلکہ اس میں بھی محبت کا پہلو ہی غالب ہے ورنہ آپ کی ذات پر اپنی جانیں، مال، اولاد اور وطن قربان کرنے والے آپ کی حکم عدولی کیسے کر سکتے تھے۔

5. خلفاء راشدین کے روحانی مقامات:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر و مرشد کو اپنے مراقبات و مکاشفات کا حال لکھا اور اس سیر روحانی میں جو مقامات خلفاء راشدین کے آپ نے دیکھے ان کے مطابق:

"دوسری بار اس مقام (جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے) کے ملاحظہ کے وقت اور بہت سارے مقامات ایک دوسرے کے روبرو ظاہر ہوئے، نیاز و عاجزی سے کوچ کرنے کے بعد جب اس پہلے مقام سے اوپر والے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت ذوالنورین کا مقام ہے جبکہ دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہے اور یہ مقام تکمیل وارشاد کا ہے اور اس سے بھی اوپر دو اور ارشاد و تکمیل کے مقامات ہیں۔ اس کے بعد اس سے بھی اوپر کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے جبکہ دوسرے خلفاء کو اس مقام سے عبور حاصل ہے پھر اس مقام سے اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا..... جبکہ دوسرے خلفاء کو یہاں سے عبور حاصل ہے...... اس سے اوپر سوائے آنحضرت ﷺ کے مقام کے اور کوئی مقام معلوم نہیں ہوا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے بالمقابل ایک اور نہایت عمدہ اور نورانی مقام جس جیسا مقام کبھی نظر نہ آیا تھ" ظاہر ہوا اور وہ تھوڑا سا ایسے بلند تھا جیسے چبوترہ سطح زمین سے کچھ بلند نظر آتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ مقام محبوبیت ہے۔"[17]

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام روحانیت کو الگ سے ذکر کیا ہے اور اس سیر روحانی میں خلفاء ثلاثہ کے مقامات جو آپ پر منکشف ہوئے ان کی تفصیل ذکر کی۔ تو اس کے مطابق وہی ترتیب فضیلت جو اہل سنت و جماعت کے ہاں مسلمہ ہے وہی مشہود ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کے قریب تر جناب سیدنا صدیق اکبر کا مقام ہے، اس کے نیچے حضرت فاروق اعظم کا، اس کے نیچے سیدنا عثمان کا اور مقام افضلیت کے مطابق اس کے لیے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہم کا مقام روحانی ہے، اگرچہ اس مکتوب کا اس کا

---

15 ۔ الفتح ۴۸: ۲۹

16 . Imam Rabbani, Shaikh Ahmad, Farooqi, (Translated by: Qazi Aalim-ul-din, Naqshbandi),2/99

17 .Ibid,1/15

ذکر نہیں، اس مکالمے کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ یہ اہل سنت و جماعت کے نظریے کے موافق ہے جبکہ نظریہ اہل سنت کی اس کشف صحیح سے تائید ہو رہی ہے۔

محبت اہل بیت میں خلفاء ثلاثہ سے تبرّیٰ کرنا:

روافض و اہل تشیع محبت اہل بیت کے بہانے خلفاء ثلاثہ، حضرات شیخین اور حضرت ذوالنورین سے براءت و بیزاری کرنے کو اپنے عقائد کی پہچان اور امتیاز قرار دیتے ہیں اس عقیدہ باطلہ کی تردید کرتے ہوئے حضرت امام ربانی لکھتے ہیں:

"شیعہ (روافض) نے جو یہ قاعدہ اہل بیت کی محبت اور دوستی میں جاری کیا ہوا ہے اور خلفاء ثلاثہ کے تبرّیٰ کو اس محبت کی شرط قرار دیا ہے نا مناسب ہے کیونکہ دوستوں کی محبت کے لیے یہ شرط ہے کہ ان کے دشمنوں سے تبرّیٰ (یعنی اظہار براءت) کیا جائے نہ کہ مطلق طور پر دشمنوں کے علاوہ بھی سب سے براءت کی جائے اور کوئی بھی منصف و عاقل اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب اہل بیت کے دشمن ہوں۔"(18)

حالانکہ ان بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کی محبت میں اپنے مالوں اور جانوں کو بھی خرچ کر دیا اور جاہ و سرداری کو بھی قربان کر دیا اور یہ لوگ کس طرح اہل بیت کی دشمنی کو ان کی طرف منسوب کر سکتے ہیں جبکہ نص قطعی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے قرابت والوں کی محبت ثابت ہے بلکہ دعوت کی اجرت میں صرف ان کی محبت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

"قُل لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا"(19)

"اے رسول ﷺ! آپ کہہ دو کہ میں ان سے اہل قرابت کی دوستی کے سوا کچھ بھی اجرت نہیں مانگتا اور جو شخص ایک نیکی کمائے گا ہم اس کی نیکیوں میں اور اضافہ کریں گے۔"(20)

صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین علیہم الرضوان اہل بیت کے ساتھ عداوت و دشمنی نہیں بلکہ محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ قرآنی نص سے ثابت ہے اور وہ نص قرآنی تو کجا، اشارہ اور دلالت نص قرآنی کی مخالفت کا بھی بھی تصور نہیں کر سکتے تھے، وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہر رشتے اور تعلق کا احترام کرتے تھے، وہ اہل بیت کے دشمن نہیں دوست تھے جبکہ اصولِ دوستی تو یہ ہے کہ محبوب کے دشمن سے دشمنی اور دوست کے دوست سے دوستی رکھی جائے، ہر غیر دشمن نہیں ہوتا تو خلفاء سے دشمنی کا اصول قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ اس لیے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کے ساتھ محبت اصل میں اہل بیت کے ساتھ محبت ہے اور ان کے ساتھ عداوت اہل بیت سے عداوت ہے۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اس بات کو ایک دوسرے مکتوب میں بھی بیان کیا ہے جو آپ نے خواجہ محمد تقی کو لکھا

"حضرت امیر کی محبت رفض نہیں بلکہ خلفاء ثلاثہ سے تبرّیٰ اور بیزاری رفض ہے اور اصحاب کرام علیہم الرضوان سے بیزار ہونا مذموم اور لائق ملامت ہے۔"(21)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے نزدیک سنیت یہ ہے کہ اہل بیت و اصحاب کرام کی محبت و عقیدت دل میں رکھی جائے اور اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی عداوت ہو گی یا تبرّیٰ اور بیزاری ہو گی تو یہ بات خروج ہے یا رفض نہ کہ سنیت۔(22)

---

[18] . Ibid

[19]۔ الشوری ۴۲۔۲۳

[20] . Imam Rabbani, Shaikh Ahmad, Farooqi, (Translated by: Qazi Aalim-ul-din, Naqshbandi), Number of Maktoob266, chapter1

[21] .Ibid

[22] .Ibid

6.خلفاء ثلاثہ پر طعن سے دین کا نقصان:

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ پر طعن کرنے سے طعن کرنے والے کا تو نقصان ہے ہی خود دین کا بھی نقصان ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ اصحاب کرام علیہم الرضوان کتاب و سنت کے پہنچانے والے ہیں اور اجماع کا تعلق بھی ان کے زمانے سے ہے اگر ان سب یا ان میں سے بعض پر طعن کریں یا ان کو گمراہی و فسق کے ساتھ موصوف کریں تو تمام کا تمام دین یا بعض امور دین سے اعتماد اٹھ جائے گا اور حضرت خاتم الانبیاء افضل الرسل ﷺ کی بعثت کا مقصد کم ہو جائے گا کیونکہ قرآن حکیم کے جامع حضرت عثمان کے ساتھ ساتھ حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی ہیں، اگر مطعون اور ناانصاف ہوں گے تو پھر قرآن پر کیا اعتبار رہے گا اور دین کس چیز پر قائم رہے گا، اس امر کی برائی کو اچھی طرح جان لینا چاہیے۔ اصحاب پیغمبر سب کے سب عدول (صاحبان کردار ہیں) اور کتاب و سنت وغیرہ کی جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ سب ان کی تبلیغ سے پہنچا ہے وہ سب سچ و برحق ہیں۔"

اسی مکتوب میں آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ:

"جب حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے حق میں صحیح احادیث کی روسے "جو تواتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں" جنت کی بشارت آچکی ہے تو پھر کفر و گمراہی کا احتمال ان سے دور ہو چکا ہے۔"[23]

7.خلاصہ البحث:

خلفاء راشدین خصوصاً حضرات خلفاء ثلاثہ ابو بکر، فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم جامع اور مدونین قرآن ہیں اور قرآن ہی شریعت کا مصدر اول اور ماخذ و اساس ہے اگر یہ لوگ درست عقیدہ و عمل کے حامل نہ ہوں بلکہ فاسق و فاجر یا کافر ہوں تو ان کے جمع کردہ قرآن حکیم پر اعتماد اٹھ جائے گا اور جب قرآن ہی غیر معتبر اور غیر معتمد ہو گیا تو پھر پورے کا پورا دین ہی اپنا اعتماد کھو دے گا اور یہ ایسی برائی ہے جس کا نقصان بہت زیادہ ہے اس لیے ان نفوس قدسیہ پر اعتماد قرآن و سنت اور پورے دین کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ تو جو حضرات ان کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ در حقیقت پورے دین اسلام کی مخالفت کے درپے اور دین کی بنیاد گرانے کے لیے کوشاں ہیں۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے جابجا ایسے گروہ باطل کی برائی کی نشان دہی کی ہے اور ان کی خرابی سے آگاہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت ہی وہ گروہ ہے جو حق و صداقت کا علمبردار اور دین اسلام کا صحیح معنی میں پیروکار ہے۔

8.نتائج

1. نبی ﷺ کے تمام خلفاء مخلص مؤمن ہیں۔
2. تمام خلفاء راشدین کا طریقہ لازم الاتباع ہے اور یہ سب ھادی و مہدی ہیں۔
3. حضرات خلفاء وراشدین سے محبت اور اُن کے دشمن سے دشمنی رکھنا اہل سنت کی علامت ہے۔
4. خلفاء وراشدین جو جامع قرآن اور مبلغ احادیث و سیرت طیبہ ہیں ان کی ذات میں شک کرنے سے مآخذ دین مشکوک ہو جاتے ہیں۔ جس سے دین کا نقصان ہے۔

---

23 .Ibid, 3/25

5. نبی ﷺ نے اپنے صحابہ خصوصاً خلفاء کی ایسی تربیت فرمائی ہے اور ان پر اس قدر اعتماد فرمایا ہے کہ ان کے بارے میں کسی کی بھی بے اعتمادی ان کو کوئی نقصان نہیں دیتی۔

6. خلفاء راشدین اپنے روحانی مقامات میں نبی ﷺ کے قریب تر ہیں۔

7. خلفاء راشدین میں افضلیت کی ترتیب ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے اور اس پر اہل سنت کا اجماع بلکہ صحابہ و تابعین کا اجماع ہے۔